بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-6
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]
(2020ء)

DIFFERENT ACTIONS (RITUAL) OF WOMEN IN HAJJ, RESEARCH STUDY IN JURISPRUDENTIAL CONTEXT

*Musrat Iqbal Ziaidi

**Dr. Sajjad Ali Raeesi

ABSTRACT: Hajj is one of the most important acts of worship in Islam, which is obligatory to both men and women with its own conditions. Some of the rituals and etiquettes of Hajj are both common and different between them. However, women differ from men in some Hajj rules regarding their special characteristics and conditions. In this article, the presence of Mehram in Hajj journey, the husband's permission, the specific conflicting acts of Hajj that are specific to women, are considered to be under study in the context of Islamic jurisprudential principles According to some jurists, there is no condition of Mehram's presence in the journey of Hajj and according to some Jurists Mehram's presence is not obligatory. Simiarly, according to some Jurists, the permission of the husband is a condition of Hajj, while som Jurists believe that it is unconditional. In the preceding article, the different views of Jurists on the issues mentioned above, have been presented.

Keywords: WOMEN HAJJ, HUSBAND'S PERMISSION IN HAJJ, HAJJ JOURNEY with MEHRAM, HAJJ JOURNEY ON 'IDDAH DIVORCE OR DEATH, HIJAB IN HAJJ.

* Ph.D Scholar, Shah Abdul Latif University, Khairpur
** Associate Professor, Shah Abdul Latif University, Khairpur

حج میں خواتین کے اختلافی اعمال، فقہی تناظر میں تحقیقی مطالعہ

مقدمہ: حج، اسلام کی اہم عبادات میں سے ایک ایسی عبادت ہے جو عورت اور مرد دونوں پر اپنی خاص شرائط کے ساتھ واجب ہے۔حج کے کچھ اعمال و آداب، دونوں میں مشترک بھی ہیں اور مختلف بھی۔ البتہ خواتین اپنی خاص خصوصیات اور شرائط کی بابت، کچھ احکامِ حج میں مرد سے فرق رکھتی ہیں۔ اس مقالے میں حج کے سفر میں محرم کی موجودگی، شوہر کی اجازت جیسے خواتین سے مخصوص اختلافی اعمالِ حج کو مذاہبِ اسلامی کی فقہی مبادیات کے تناظر میں زیرِ مطالعہ قرار دیا گیا ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک حج کے سفر میں محرم کی شرط اور بعض فقہاء کے نزدیک شرط نہیں ہے؛اسی طرح بعض فقہاء کے نزدیک حج کیلئے شوہر کی اجازت شرط ہے جبکہ بعض فقہاء عدمِ شرط کے قائل ہیں۔ پیشِ نظر مقالے میں مذکورہ مسائل پر فقہاء کی اختلافی انظار کو پیش کیا گیا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں عبادتوں کو نہایت اہم مقام حاصل ہے، شارعِ مقدس نے انہیں کچھ مخصوص مقاصد کے پیشِ نظر مقرر کیا ہے۔ عبادتیں تقرب الی اللہ اور معنوی و روحانی بالیدگی کے ساتھ سیاسی وسماجی اور دوسری بہت سی انفرادی واجتماعی مصلحتوں کی حامل ہیں۔ ان عبادتوں میں "حج" ایک مخصوص وممتاز مقام رکھتا ہے۔ حج اسلام کا بنیادی رکن ہونے کے ساتھ ساتھ، یہ عظیم اجتماعی عبادت،

متعدد پہلوؤں کی حامل ہے۔ یہ ایسی کامل و جامع عبادت ہے جس میں انسانی حیات کے تمام زاویوں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو اسے بجالانے کی بارہا تاکید کی ہے اور استطاعت ہوتے ہوئے، اسے ترک کرنے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]

[1]، ترجمہ: اور اللہ کیلئے ان لوگوں پر خانۂ کعبہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اور جس نے باوجودِ قدرت، حج سے انکار کیا پس (یاد رہے کہ) اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے۔

ختم الانبیاء، پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اس فریضۂ الٰہی کو بجالانے کی بہت تشویق کی ہے۔ ابی امامہ نے پیغمبر اسلام ﷺ سے حدیث بیان کی ہے: "عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ، أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ، أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَ لَمْ يَحُجَّ، فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا، وَ إِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا[2]"، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص (استطاعت کے باوجود) حج کا اسلامی فریضہ ادا نہ کیا جبکہ نہ کوئی ایسا ضروری کام درپیش تھا جو اس کیلئے رکاوٹ کا باعث بنے، نہ کسی جابر سلطان نے اسے منع کیا تھا، نہ کوئی ایسی بیماری تھی جس کی وجہ سے حج ادا نہ کرسکے تو وہ چاہے یہودی مرے اور یا چاہے عیسائی مرے۔

مذکورہ قرآنی آیت میں لفظ "النَّاسِ" اور حدیث نبوی ﷺ میں "مَن" کی تعبیر زن و مرد دونوں کو یکسان مکلف کر رہی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ استطاعت کے باوجود، حج مرد پر فرض ہو لیکن عورت پر نہ ہو یا عورت پر ہو لیکن مرد پر نہ ہو۔ یہ شرعی تکلیف برابری کو بیان کر رہی ہے۔ البتہ احادیث میں حج و عمرہ کو خواتین کیلئے راہِ خدا میں جہاد کی منزلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جناب امّ المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے: "عَنْ عَائِشَةَ؛ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: نَعَمْ،

عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: الْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ[3]"، میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا خواتین پر جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ان پر بھی جہاد ہے لیکن اس میں قتال نہیں ہے، وہ حج اور عمرہ ہے۔

بنابر ایں حج کے اپنے مخصوص آداب ہیں جو واجبات اور محرمات پر مشتمل ہیں جنہیں مناسکِ حج سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان مناسک میں سے بعض اعمال دونوں سے اختصاص رکھتے ہیں اور کچھ ہر ایک سے مخصوص ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں خواتین کے مناسکِ حج پر فقہی روشنی توجہ دی گئی ہے۔

حج کا مفہوم:

(الف): حج کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لغت میں حج، قصد و ارادہ کے معنیٰ میں ہے[4]، یعنی بیت اللہ کا قصد کرنا۔ اصطلاحی تعریف میں کہا گیا ہے کہ "أنّه اختص بقصد البيت الحرام لأداء مناسك مخصوصة عنده، متعلّقة بزمان مخصوص[5]"، خانۂ کعبہ کی زیارت کا قصد کرنا، مخصوص اعمال انجام دینے کی نیت سے جو کہ ایک خاص وقت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ حج کی اصطلاحی تعریف میں ابن منظور نے یوں تحریر کیا: "الحجُ: قصدُ التوجُّه الی البيت بالاعمال المشروعة فرضاً و سنةً[6]"، حج: بیت اللہ الحرام کی طرف جانے کا ارادہ کرنا، مشروع اعمال بجالانے کیلئے فرض[7] ہوں یا سنت۔ لہٰذا ان تعریفوں سے روشن ہوتا ہے کہ انسان سال کے

مخصوص ایام میں اللہ سبحانہ کے گھر کی زیارت کے قصد سے جائے اور معین و مشروع اعمال انجام دے، جسے "حج" کہا جاتا ہے۔

(ب): مقصدِ حج

اگر قرآن مجید میں حج کے مسائل کا بغور مطالعہ کریں تو واضح دیکھنے میں آئے گا کہ ایامِ حج میں یادِ الٰہی پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ اپنا قلبی و ذہنی تمرکز، یادِ الٰہی پر رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ایامِ حج میں اس بات کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ایسا نہ ہو، بیت اللہ کے سایہ میں پہنچنے والا انسان، یادِ پروردگار سے غافل ہو جائے، کیونکہ حج کا بنیادی رکن یادِ الٰہی ہے اور یہی اس عبادت کے ممتاز بننے کا سبب ہے۔ اس عظیم عبادت کے ذریعہ لوگوں کو یہ ہمیشہ کیلئے طے کر لینا چاہئے کہ وہ جھوٹ و فریب سے باز رہیں، غیبت اور دوسروں کی برائی کرنے سے اپنے کان و زبان کو محفوظ کریں، فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کریں، کسی پر ظلم و ستم سے دور رہیں، اہلخانہ اور ہمسایہ کے حقوق پامال نہ کریں۔ درحقیقت حج کی عظیم عبادت ہر مؤمن مرد و زن کو حج کے اہم مقصد کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور یہ سکھاتی ہے کہ حالتِ احرام کے محرمات، گناہوں اور حرام چیزوں سے بچنے کی بہترین مشق کریں۔ جسمانی خضوع و خشوع کے ساتھ، دل و زبان سے ذکرِ الٰہی اور تقرب الی اللہ کی سعی و کوشش میں رہیں اور اس کا نتیجہ یہ حاصل ہو گا کہ انسان اپنے محبوب رب کی عظمت کو پالے گا۔ جیسا کہ نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "وَ جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ[8]"، بیت اللہ کے حج کو مالک نے اپنی عظمت

کے سامنے جھکنے کی علامت قرار دیا ہے۔لہذا اس عظیم اور بامقصد خدائی عبادت بجالانے میں خواتین اپنی فقہ کی پیروی کرتے ہوئے مناسکِ حج انجام دیں گے۔ مناسکِ حج کے مخصوص اعمال میں فقہاء کے درمیان فقہی اختلاف پایا جاتا ہے، جو فقہاء کے نظرات کی روشنی میں ذیل الذکر ہیں۔

(الف): عورت کا شوہر یا کسی محرم کے ساتھ سفر:

عورت کے فریضۂ حج کی انجام دہی میں فقہائے اسلام، عورت کی بعض خاص شرائط میں اختلافِ نظر رکھتے ہیں۔ انہی شرائط میں سے ایک شرط، حج کے سفر میں عورت کا شوہر یا کسی بھی ایک محرم کے ساتھ ہونا ہے۔ اس بارے میں فقہی مذاہب میں اختلاف دیکھا گیا ہے، ذیل میں فقہاء کے نظرات اور ان کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

(پہلا نظریہ): عورت کا شوہر کے ساتھ یا محرموں میں سے کسی کے ساتھ حج بجالانا واجب ہے۔

فقہائے احناف اور فقہائے حنابلہ اس نظریہ کے قائلین میں سے ہیں۔ جیسا کہ فقہ حنبلی و فقہ حنفی کے نامور فقہاء ابن مفلح مقدسی[9]، ابن قدامہ[10]، بہوتی[11] اور صاحبِ بدائع نے اپنے الفاظ میں تحریر کیا: "ان یکون معھا زوجھا او محرم لھا فان لم یوجد احدھما لا یجب علیھا الحج[12]"، شرط یہ ہے کہ عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، اگر شوہر یا محرم میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو عورت پر حج واجب نہیں ہو گا۔ فقہائے احناف اور حنابلہ قائل ہیں کہ محرم کا مطلقاً سفر میں ساتھ ہونا (فقہ حنبلی کی

نظر میں)، یا اس صورت میں کہ مکہ تک کا فاصلہ تین دن سے زیادہ مسافت کا ہو (فقہ حنفی کی نظر میں) تو عورت کیلئے محرم کا وجود اور سفر میں اس کی رفاقت وجوب کی شرط ہے، لہذا اگر محرم نہ ہو تو استطاعت حاصل نہ ہو گی اور حج بھی واجب نہیں ہو گا۔ فقہاء حج کی شرائط میں تصریح کرتے ہیں کہ عورت پر وجوبِ حج کی جملہ شرائط میں سے یہ ہے کہ عورت چاہے بوڑھی ہی کیوں نہ ہو، محرم مرد کا سفر میں ساتھ ہونا لازمی ہے، محرم مرد جیسے باپ، بھائی، شوہر، چچا اور ماموں۔ اگر کوئی ایک بھی ان میں سے نہ ہو تو حج اس پر واجب حتیٰ جائز بھی نہیں ہو گا[13]۔ اس نظریہ کے قائلین احادیث مبارکہ سے اپنے مذکورہ حکم کے اثبات پر استدلال کرتے ہیں۔

اختصار کے پیشِ نظر اثباتِ مدعیٰ کیلئے ذیل میں تین احادیث پیش کی جاتی ہیں:

1- روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ:

احادیث مبارکہ میں پیغمبر اسلام ﷺ نے عورت کا شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے چاہے وہ سفر حج و عمرہ کا ہی ہو۔ ابن عباس سے مروی ہے: " عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ" وَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ، قَالَ:" فَارْجِعْ، فَحُجَّ مَعَهَا[14]"، **عبداللہ ابن عمر** رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **عورت کیلئے محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔** ای شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

اور کہا: میں نے فلاں غزوہ میں اپنا نام درج کرایا تھا جبکہ میری زوجہ حج کرنے جارہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی زوجہ کے ساتھ حج کرو۔ قائلین مذکورہ حدیث سے محرم کے بغیر سفر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں اور یہ استدلال کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے جہاد جیسے عظیم فریضہ سے روکا اور تاکہ اس کی زوجہ تنہا سفر پر نہ جائے۔

2- روایت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ:

پیغمبر اسلام ﷺ سے منقول ایک اور روایت جس میں عورت کیلئے تنہا سفر کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ ابی سعید خدری نے روایت کی ہے کہ: "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُسَافِرْ امْرَأَةٌ فَوْقَ يَوْمَيْنِ، إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا، أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا[15]"، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دو دن سے زیادہ مقدار والا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کسوئی ایک محرم ساتھ ہو۔ مذکورہ روایت میں عورت کو دو دن اور بعض روایتوں میں تین دن سے زیادہ اکیلا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں سفر پائے پیادہ، دشوار اور پُر خطر ہوا کرتے تھے، ان حالات میں شوہر یا محرم مرد نہ ہونے کی صورت میں اس کی عصمت وعفت کو خطرہ لاحق تھا، اسی کے پیشِ نظر فقہاء یہ نتیجہ لیتے ہیں کہ عورت کیلئے محرم کے بغیر تنہا سفر جائز نہیں ہے۔

3- روایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

ایک اور روایت جس میں عورت کے تنہا سفر پر نہی واقع ہوئی ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ختمی الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ، تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ، تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا وَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ[16]"، جائز نہیں ہے اس عورت کیلئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے، وہ تین راتوں کی مسافت کی مقدار کے برابر سفر کرے مگر اینکہ اس کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو۔ مذکورہ حدیث سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سفر میں شوہر یا عورت کا محرم ضرور ساتھ ہو، بغیر محرم کے طولانی سفر کرنا، عورت کیلئے معصیت کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے۔ بنابر ایں اس نظریہ کے قائلین کے نزدیک حج کی استطاعت اس وقت تحقق پائے گی جب سفر میں شوہر یا محرم میسر ہو والّا فلا۔

(دوسرا نظریہ): عورت پر حج واجب ہونے میں یہ استطاعت کی شرط نہیں ہے کہ حج کے سفر کیلئے محرم ساتھ ہو۔

شافعی اور مالکی فقہاء اس نظریہ کے قائلین میں سے ہیں۔ اس فقہ کے نامور فقیہ نووی تحریر کرتے ہیں: "أَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّهُ يَجُوزُ لَهَا فِي سَفَرِ حَجِّ الْفَرْضِ أَنْ تَخْرُجَ مَعَ نِسْوَةٍ ثِقَاتٍ أَوْ امْرَأَةٍ ثِقَةٍ وَلَا يُشْتَرَطُ الْمَحْرَمُ[17]"، ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض حج کے سفر کیلئے عورت باوثوق خواتین یا ایک ثقہ خاتون کے معیت میں نکلنا جائز ہے اور محرم کی شرط نہیں ہے۔ رعینی[18] اور زحیلی بھی یہ بیان کرتے ہیں کہ "شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت کے ساتھ اگر بااعتماد عورتیں ہوں تو اس عورت پر حج فرض ہے، اگر ایک عورت ہو تو اس کے ساتھ حج واجب نہی، مالکیہ کہتے ہیں: عورت کے ساتھ قابلِ اعتماد عورتیں ہوں

تو اس پر حج واجب ہے، اگر فقط مرد ہوں اور قابلِ اعتماد ہوں تو تب بھی اس پر حج واجب ہے یا دونوں مخلوط ہوں یعنی مرد عورتیں مشترک ہوں تب بھی عورت پر حج واجب ہے۔ اس میں شافعیہ اور مالکیہ کی دلیل آیت کریمہ ہے۔ انہوں نے آیت سے استدلال اس طرح کیا کہ آیت میں عموم ہے: وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا[19]، لہذا جس عورت کو اپنے اوپر فساد کا خوف نہ ہو اسے حج واجب ہے[20]"۔

(تیسرا نظریہ): حج کے سفر میں شوہر یا کسی بھی ایک محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے۔

جعفریہ مذہب کے فقہاء اس حکم پر اتفاقِ نظر رکھتے ہیں بلکہ فقہاء اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صاحبِ غنیہ تحریر کرتے ہیں: "و ليس وجود المحرم شرطا في وجوب الحج على المرأة في صحة الأداء، بدليل الإجماع[21]"، عورت پر حج واجب ہونے کی صورت میں اس کے صحیح ہونے کیلئے محرم کے موجود ہونے کی شرط نہیں ہے اور دلیل فقہاء کا اجماع ہے۔ فقہاء کے اجماع کے علاوہ اثباتِ مدعیٰ پر قرآن وحدیث سے بھی دلائل پیش کرتے ہیں:

1- قرآن سے استدلال:

سورہ آل عمران میں حج کے حکم میں اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا[22]، مذکورہ آیت شریفہ میں نبی اکرم ﷺ سبیل میں استطاعت سے مراد، زاد و راحلہ[23] سے تفسیر کر رہے ہیں اور اس آیہ شریفہ میں کوئی محرم کی شرط عائد نہیں کی گئی[24]۔ زاد سے

لغوی مراد "و هو الطعام الذى يتخذ للسفر والحضر[25]"، کھانے کی چیزیں جو سفر و حضر میں ساتھ ہوتی ہیں اور راحلہ سے مَرکَب و سفر کا ذریعہ مراد ہے[26]۔ استطاعت حاصل ہونے کیلئے زادِ سفر اور سواری کا ہونا شرط ہے۔

2- نصوص وروایات سے استدلال:

سفر حج میں عورت کے ہمراہ محرم کی عدم شرط پر متعدد نصوص وروایات ہیں جو عورت کے واجب حج میں مرد کی موجودگی کو شرط نہیں جانتی۔

2-1: صحیحہ معاویہ بن عمار:

جناب معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: "رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَخْرُجُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ وَلِيٍّ فَقَالَ لَا بَأْسَ تَخْرُجُ مَعَ قَوْمٍ ثِقَاتٍ[27]"، کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنے ولی کے بغیر مکہ کیلئے گھر سے نکلے، اس عورت کا کیا حکم ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، قابلِ اعتماد و وثوق قوم کے ساتھ جاسکتی ہے۔

2-2: صحیحہ سلیمان بن خالد:

جناب سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: "سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْمَرْأَةِ تُرِيدُ الْحَجَّ لَيْسَ مَعَهَا مَحْرَمٌ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا الْحَجُّ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَتْ مَأْمُونَةً[28]"، امام علیہ السلام سے ایک عورت کے بارے میں جو حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے اور ساتھ میں محرم بھی نہیں ہے، کیا اس کا حج صحیح ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، جب اسے محرم کے بغیر حج بجالانے میں خطرہ نہ ہو۔ لہذا محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے۔

2-3: صحیحہ معاویہ بن عمار:

محرم کے بغیر حج کیلئے جانے کے جواز پر متعدد روایات میں سے ایک اور روایت صحیحہ معاویہ بن عمار ہے، کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس خاتون کے بارے میں سوال کیا جو اپنے ولی کے بغیر حج بجالائی، "مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ تَحُجُ بِغَيْرِ وَلِيٍ قَالَ لَا بَأْسَ وَ إِنْ كَانَ لَهَا زَوْجٌ أَوْ أَخٌ أَوِ ابْنُ أَخٍ فَأَبَوْا أَنْ يَحُجُّوا بِهَا وَ لَيْسَ لَهُمْ سَعَةٌ فَلَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَقْعُدَ عَنِ الْحَجِّ وَ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهَا[29]"، آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اور اگرچہ وہ شوہر دار ہو یا اس کا بھائی ہو یا بھائی کا بیٹا ہو وہ اس کے ساتھ جانے سے ممانعت کریں اور ان کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ اس خاتون کو حج سے روکیں اور اس عورت کو چاہئے کہ حج بجالائے۔

لہذا بنابر آیت اور روایات، فقہائے امامیہ تحریر کرتے ہیں: "لا يشترط وجود المحرم في حج المرأة إن كانت مأمونة على نفسها و بضعها كانت ذات بعل أو لا[30]"، اگر عورت حج کے سفر میں اپنے

آپ کو محفوظ رکھ سکتی ہو اور کوئی خطرہ نہ ہو تو شوہر یا کسی محرم کا حج کیلئے ساتھ جانا، عورت کے مستطیع ہونے کی شرط نہیں ہے، اگرچہ وہ شوہر دار ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی عورت بغیر محارم کے حج بجا نہیں لا سکتی تو حج کی استطاعت محرم کے ساتھ ہونے کی شرط پر موقوف ہے۔

(ب): حج میں شوہر کی اجازت کا دخل:

واجب حج کی ادائیگی کیلئے عورت کا شوہر کی اجازت و اذن کے بغیر جانے میں فقہائے اسلام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ فقہاء واجب حج میں شوہر کی اجازت لازمی شرط رکھتے ہیں اور کچھ فقہاء کے نزدیک شوہر کے اذن و اجازت کی شرط نہیں ہے۔ ذیل میں فقہاء کے نظرات پیش کرتے ہیں۔

(پہلا نظریہ): عورت سفر میں کسی محرم کے ساتھ ہے تو شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

حسبِ سابق پہلا نظریہ فقہ حنفی اور فقہ حنبلی سے متعلق ہے۔ دونوں فقہ کے فقہاء کے نزدیک اگر عورت کسی محرم کے ساتھ ہے تو گھر سے نکلنے کیلئے شوہر کی اجازت لازمی نہیں ہے۔ صاحب بدائع نے تحریر کیا: "و لو كان معها محرم فلها ان تخرج مع المحرم في الحجة الفريضة من غير اذن زوجها عندنا[31]"، اگر عورت کے ساتھ محرم موجود ہے تو ہمارے نزدیک وہ فریضۂ حج کے سلسلہ میں شوہر کی اجازت کے بغیر جا سکتی ہے۔

(دوسرا نظریہ): فرض حج کیلئے شوہر کی اجازت لازمی ہے اور شوہر واجب حج سے بھی روک سکتا ہے۔

حج کیلئے اذنِ شوہر پر ایک اور نظریہ شافعی فقہاء کا ہے۔ شافعی فقہاء عورت کے گھر سے نکلنے کیلئے اذن شوہر لازمی جانتے ہیں اور شوہر اپنی زوجہ کو فرض حج انجام دینے سے روک سکتا ہے۔ زحیلی اس بارے میں تحریر کرتے ہیں: "خاوند عورت کو فرض حج سے روک سکتا ہے، اسی طرح حجِ مسنون سے بھی روک سکتا ہے۔ چونکہ خاوند کا حق بھی علی الفور ہے جبکہ حج کا وجوب علی التراخی ہے، جبکہ خاوند عورت کو نماز، روزہ سے نہیں روک سکتا، دونوں کی وجہ فرق یہ ہے کہ نماز اور روزہ کی مدت وقت قلیل ہوتا ہے، جبکہ حج کا وقت زیادہ اور طویل ہوتا ہے[32]"۔ صاحبِ ہدایہ[33] نیز صاحب بدائع نے فقہ حنفی کی رائے بیان کرنے کے بعد، شافعی مذہب کے نظریہ کے متعلق لکھا: "و عند الشافعی لیس لھا ان تخرج بغیر اذن زوجھا[34]"، اور شافعی کے نزدیک شوہر کے اذن کے بغیر عورت کو نکلنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ بغیر اجازت نکلنے سے شوہر کا جو بیوی پر جسمانی آسودگی اور استمتاع والا حق ہے فوت ہو جاتا ہے، لہذا اذن لازمی ہے۔

(تیسرا نظریہ): واجب حج کیلئے شوہر کی اجازت لازمی نہیں ہے اور وہ روکنے کا حق بھی نہیں رکھتا۔

عورت کے فریضۂ حج کی ادائیگی پر شوہر کی اجازت کے متعلق فقہ جعفریہ کے فقہاء عدمِ شرط کے قائل ہیں۔ عورت پر حج واجب ہونے کی صورت میں سفر حج کیلئے شوہر کی اجازت لازمی نہیں ہے۔ تمام فقہاء اس حکم پر اتفاقِ نظر رکھتے ہیں۔ واجب حج کی ادائیگی کیلئے نہ شوہر کی اجازت ضروری ہے اور نہ ہی شوہر اپنی زوجہ کو منع کر سکتا ہے۔ علامہ حلی نے تذکرۃ الفقہاء میں[35]، بحرانی نے الحدائق الناضرہ میں[36]، شیخ

طوسی نے المبسوط میں[37]، آیۃ اللہ خمینی نے تحریر الوسیلہ میں[38]، ابن ادریس نے السرائر میں[39]، جزیری نے الفقہ میں[40] اور مغنیہ قلمطراز ہیں: "اتفقوا على انه لا يشترط إذن الزوج للزوجة في الحج الواجب، و لا يجوز له منعها عنه[41]"، تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زوجہ کے واجب حج کی ادائیگی میں شوہر کی اجازت شرط نہیں ہے اور نہ ہی شوہر کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حج ادا کرنے سے روکے۔ فقہاء اپنے دعویٰ کے اثبات پر احادیثِ مبارکہ شوہر کے عدمِ اذن پر دلیل پیش کرتے ہیں۔

1- صحیحہ محمد بن مسلم:

واجب حج کی ادائیگی میں شوہر کی اجازت لازمی نہیں ہے، فقہاء مذکورہ حکم کے اثبات صحیحہ محمد بن مسلم سے جواز کا حکم استخراج کرتے ہیں۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس نے شوہر کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے واجب حج انجام نہیں دیا، شوہر بھی حاضر نہ تھا: "مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ لَمْ تَحُجَّ وَ لَهَا زَوْجٌ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهَا فِي الْحَجِّ فَغَابَ زَوْجُهَا فَهَلْ لَهَا أَنْ تَحُجَّ قَالَ لَا طَاعَةَ لَهُ عَلَيْهَا فِي حَجَّةِ الْإِسْلَامِ[42]"، امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: واجب حج بجالانے کیلئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

2- صحیحہ زرارہ بن اعین:

شوہر کے اذن کے بغیر واجب حج ادا کرنے پر صحیحہ زرارہ دلالت کرتی ہے۔ "عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ لَهَا زَوْجٌ وَ هِيَ صَرُورَةٌ وَ لَا يَأْذَنُ لَهَا فِي الْحَجِّ قَالَ تَحُجُّ وَ إِنْ لَمْ يَأْذَنْ

لَهَا[43]"، زرارہ نے حضرت امام باقرؑ سے ایک شوہر دار خاتون کے بارے میں سوال کیا جس کا شوہر واجب حج بجالانے کیلئے اذن نہیں دے رہا، امامؑ نے فرمایا: وہ عورت حج بجالائے اور اسے شوہر اجازت ضروری نہیں ہے۔

3-1: صحیحہ معاویہ بن وہب:

شوہر کی عدمِ اذن پر ایک اور روایت قابلِ ذکر ہے۔ "عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع امْرَأَةٌ لَهَا زَوْجٌ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهَا فِي الْحَجِّ وَ لَمْ تَحُجَّ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ فَغَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَ قَدْ نَهَاهَا أَنْ تَحُجَّ فَقَالَ لَا طَاعَةَ لَهُ عَلَيْهَا فِي حَجَّةِ الْإِسْلَامِ وَ لَا كَرَامَةَ لِتَحُجَّ إِنْ شَاءَتْ[44]"، معاویہ بن وہب نے ایک شوہر دار خاتون کہ جس کا شوہر اسے حج کی اجازت نہیں دیتا اور وہ خاتون واجب حج بجا نہیں لائی، پھر اس کا شوہر غائب ہو گیا اور اسے حج سے روک دیا ہے، امامؑ نے فرمایا: واجب حج کی ادائیگی میں شوہر کی اطاعت شرط نہیں ہے اور وہ جب چاہے حج بجالا سکتی ہے۔

البتہ فقہاء مذکورہ روایات سے شوہر کے اذن کے بغیر حج ادا کرنے کے جواز پر اس صورت میں قائل ہیں کہ حج عورت پر واجب ہو گیا ہو، اگر واجب نہ ہوا ہو تو شوہر کی اجازت لازمی ہے۔ جیسا کہ مستحب حج ہے، مستحب حج میں شوہر کی اجازت شرط ہے۔ شیخ طوسی تحریر کرتے ہیں: "فإن أرادت أن تحج تطوعا لم يكن لها ذلك، و كان له منعها منه[45]"، اگر عورت مستحب کا ارادہ کرے تو اس میں بغیر اذن نہیں جا سکتی اور شوہر کو روکنے کا بھی حق حاصل ہے۔ بلکہ فقہاء مستحب حج بغیر اذن شوہر کے جانے پر نافرمانی

اور معصیت قرار دیتے ہیں۔ صاحبِ جامع کی عبارت ہے: "و تستأذن الزوج في التطوع، فان لم يأذن و خرجت أثمت و أتمت الصلاة، و لا نفقة لها[46]"، عورت پر ضروری ہے کہ مستحب حج کیلئے شوہر سے اذن لے، اگر وہ اذن نہ دے اور یہ بغیر اذن کے جائے تو گناہگار ہے اور اپنی نماز پوری پڑھے اور مرد پر عورت کا نان ونفقہ بھی نہیں ہے۔

(ج): طلاق اور وفات کی عدت میں حج:

عورت کا مناسکِ حج انجام دینے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ طلاق یا وفات کی عدت میں نہ ہو۔ اس بارے میں فقہاء کے نظرات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض فقہاء عدت کی حالت میں واجب حج کی اجازت دیتے ہیں اور بعض کے نزدیک عدت میں فرض حج بجالانا منع ہے، بعض فقہاء طلاق کی عدت اور وفات کی عدت والوں خواتین کے حج میں فرق کے قائل ہیں۔ تینوں نظریے درجِ ذیل ہیں:

(پہلا نظریہ): وہ خواتین جو وفات کی عدت میں ہیں یا طلاق کی عدت میں، ان کیلئے فرض حج کی ادائیگی کیلئے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

مذکورہ نظریے کی دلیل آیہ شریفہ ہے جس میں خداوند متعال کا ارشاد ہے: لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ[47]، ان کے گھر سے انہیں نہ نکالو اور وہ خود بھی گھر سے نہ نکلیں۔ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے عدت والی عورت کو گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے لہذا امر خدا

کی اطاعت فرض ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ حج کسی اور وقت میں بھی انجام دیا جا سکتا ہے جبکہ عدت اس طرح نہیں ہے، عدت کا مخصوص وقت ہے، اس کا مخصوص وقت طلاق یا شوہر کی وفات کے فوراً بعد ہے؛ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس قول کے قائل ہیں[48]۔ "اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے طلاق یا وفات کی عدت شروع ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کر دے اور آئندہ حج کرے[49]"۔ عدۂ وفات و طلاق میں فرض حج بجالانا منع ہے۔

(دوسرا نظریہ): وفات کی عدت میں حج کیلئے نکلنا جائز نہیں ہے لیکن طلاق بائن میں جائز اور طلاق رجعی میں تفصیل ہے۔

صاحب مغنی نے تحریر کیا: "و لا تخرج الی الحج فی عدة الوفاة، نص علیه احمد- قال و لها ان تخرج الیه فی عدة الطلاق المبتوت و ذلک لانّ لزوم المنزل والمبیت فیه واجب فی عدة الوفاة و قدم علی الحج، لانه یفوت والطلاق المبتوت لا یجب فیه ذلک و امّا عدة الرجعیة فالمرآة فیه بمنزلتها فی صلب النکاح لانها زوجة و اذا خرجت للحج فتوفی زوجها و هی قریبة رجعت لتعتدّ فی منزلها و ان تباعدت مضت فی سفرها[50]"، وفات کی عدت گزارنے والی خاتون کیلئے واجب حج کی ادائیگی کیلئے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے البتہ اگر بائن طلاق کی عدت میں ہے تو حج کیلئے جا سکتی ہے، کیونکہ وفات کی عدت کی وجہ سے اس کا گھر میں رہنا لازمی ہے لیکن بائن طلاق میں گھر میں رہنا کوئی لازمی نہیں ہے۔ ہاں اگر عورت رجعی طلاق کی عدت میں ہے اور حج کیلئے نکلتی ہے پیچھے شوہر کا انتقال

ہو جاتا ہے تو اگر شوہر کا گھر نزدیک ہے تو گھر واپس لوٹے اور وفات کی عدت گزارے، لیکن اگر گھر دور ہے تو یہ ایام اس کیلئے سفر میں شمار کئے جائیں گے۔ فقہائے حنابلہ اس نظریے کے قائلین میں سے ہیں۔

(تیسرا نظریہ): وفات اور طلاق کی عدت میں عورت واجب حج بجالا سکتی ہے حتیٰ عزیز و اقارب سے صلۂ رحم کیلئے بھی گھر سے نکل سکتی ہے۔ رجعی طلاق میں مستحب حج کیلئے اذنِ شوہر شرط ہے۔

اس نظریے کے قائل فقہاء کے نزدیک وہ خاتون جو وفات کی عدت گزار رہی ہے، ضروری امور یا بعض مستحب امور جیسے حج، عمرہ و زیارت کو انجام دینے کیلئے گھر سے نکل سکتی ہے، "فأما عدة المتوفى زوجها فإنه يجوز لها أن تخرج على كل حال فرضا كان أو نفلا[51]"، عدۂ وفات والی عورت کیلئے نکلنا ہر حال میں جائز ہے چاہے حج فرض ہو یا نفل، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ رات اپنے شوہر کے گھر ہی گزارے گی۔

فقہاء عدۂ طلاق کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: "و إن كانت في عدة الطلاق جاز لها أن تخرج في حجة الإسلام سواء كان للزوج عليها رجعة أو لم يكن[52]"، طلاق کی عدت گزارنے والی خاتون واجب حج کیلئے اپنے گھر سے نکل سکتی ہے، چاہے رجعی طلاق ہو یا نہ ہو۔ بائن طلاق کی عدت میں مرد رجوع کا حق نہیں رکھتا، عورت مستحب امور انجام دینے کیلئے نکل سکتی ہے اگرچہ شوہر اسے نکلنے سے منع کرے؛ کیونکہ شوہر روک ٹوک کا حق نہیں رکھتا[53]۔ رجعی طلاق یافتہ عورت کیلئے مستحب حج کی ادائیگی میں شوہر کے اذن کی شرط ہے؛ اس بارے میں فقہاء قلمطراز ہیں: "و المطلقة الرجعية كالزوجة ما

دامت في العدة[54]"، رجعی طلاق یافتہ جب تک عدت میں ہے وہ زوجہ کے حکم میں ہے۔ لہذا مستحب حج کی ادائیگی کیلئے شوہر کے اذن کی شرط ہے۔ صاحب وسائل صحیحہ روایات کے باب میں یہی فتویٰ دیتے ہیں: "بَابُ جَوَازِ حَجِّ الْمُطَلَّقَةِ فِي عِدَّتِهَا مُطْلَقاً إِنْ كَانَ الْحَجُّ وَاجِباً وَ عَدَمِ جَوَازِ التَّطَوُّعِ مِنْهَا بِهِ فِي الْعِدَّةِ الرَّجْعِيَّةِ بِدُونِ إِذْنِ الزَّوْجِ[55]"، مطلقہ کیلئے عدت کے دوران مطلقاً جائز ہے اگر حج واجب ہو اور اگر مستحب حج ہو تو اس میں مطلقہ کیلئے بغیر اذنِ شوہر حج بجالانا جائز نہیں ہے۔ امامیہ فقہاء مذکورہ نظریے کا قائلین میں سے ہیں۔

(د): خواتین کے مخصوص احکام احرام:

خواتین کے احرام کی شرائط واحکام مردوں جیسے ہی ہیں لیکن چند ایک احکام مردوں سے جدا ہیں۔ لہذا موضوع کے دائرے میں رہتے ہوئے، خواتین سے متعلق احرامِ حج وعمرہ کے دوران بعض اہم مسائل کا ذیل میں فقہی جائزہ لیا گیا ہے۔

1- حالتِ احرام میں سلا لباس پہننا:

تمام فقہائے اسلام کا اجماع ہے کہ عورت کیلئے احرام پہننا واجب نہیں ہے۔ عورت سِلا یا بغیر سلا ہر قسم کا لباس پہن سکتی ہے لیکن احتیاطِ واجب کی بنا پر احرام خالص حریر کا نہ ہو[56]۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ خاص ضرورت کے علاوہ حریر سے بنی کوئی چیز اپنے ساتھ نہ رکھے[57]۔ عورت جس لباس میں چاہے مناسک حج انجام دے سکتی ہے، احرام پہننا شرط نہیں ہے اور یہ حکم روایات سے ثابت ہے۔ مسمع نے

امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے: "فَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهَا تَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ مَا شَاءَتْ مَا خَلَا الْحَرِيرَ الْمَحْضَ[58]"، آپؑ نے فرمایا: عورت مُحرِم ہونے کیلئے جو لباس چاہے پہن سکتی ہے سوائے خالص حریر کے۔ لہذا فقہاء کے قول و دلیل کی روشنی میں مردوں جیسا خاص احرام عورت کیلئے پہننا واجب نہیں ہے۔ البتہ فقہاء اس جانب بھی اشارہ کرتے ہیں کہ عورت کیلئے رنگ برنگی لباس پہننا مکروہ ہے، سفید لباس احرام کے عنوان سے پہننا مستحب ہے۔

2- حالتِ احرام میں چہرہ اور ہاتھوں کا چھپانا:

چہرہ چھپانے یا نقاب ڈالنے کے متعلق تمام فقہاء اتفاقِ نظر رکھتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ عورت کیلئے حالتِ احرام میں چہرہ چھپانا حرام ہے[59]؛ جس طرح مردوں کیلئے سر ڈھنپنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ سے صریح روایت میں اس کام کی ممانعت آئی ہے۔ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر اسلام ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "وَ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَ لَا تَلْبَسْ الْقُفَّازَيْنِ[60]"، محرمہ عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانیں پہنے۔ ایک اور روایت جسے عبد اللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا: "الْمُحْرِمَةُ لَاتَتَنَقَّبُ لِأَنَّ إِحْرَامَ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا، وَ إِحْرَامَ الرَّجُلِ فِي رَأْسِهِ[61]"، آپؑ نے فرمایا: محرمہ عورت نقاب نہ لگائے کیونکہ عورت کا احرام چہرے میں ہوتا ہے اور مرد کا احرام سر میں ہوتا ہے۔

حنبلی[62]، مالکی[63]، شافعی[64] اور جعفری فقہاء کے نزدیک حالتِ احرام میں عورت کیلئے دستانیں پہننا حرام ہیں۔ شیخ طوسی تحریر کرتے ہیں: "و لا يجوز لها لبس القفازين[65]"، حالتِ احرام میں عورت کیلئے دستانیں پہننا جائز نہیں ہیں۔

البتہ حنفی فقہاء کے نزدیک حالتِ احرام میں عورت کیلئے دستانیں پہننا حرام نہیں ہیں؛ جیسا کہ فقہاءِ احناف نے تحریر کیا: "وَلَا بَأْسَ لَهَا أَنْ تَلْبَسَ الْقُفَّازَيْنِ[66]"، عورت کیلئے حالتِ احرام میں دستانیں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نتائج بحث:

اس مقالے سے درجِ ذیل نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں:

حنفی و حنبلی فقہاء کے نزدیک عورت اپنا واجب حج کا سفر، شوہر یا کسی ایک محرم کے ساتھ جاکر انجام دے۔ مالکی و شافعی فقہاء کے نزدیک فرض حج کے سفر میں عورت کا باوثوق خواتین یا ایک ثقہ خاتون کی معیت میں نکلنا جائز ہے اور محرم کی شرط نہیں ہے۔ فقہ جعفریہ کے فقہاء کا اتفاق اور اجماع ہے کہ حج کیلئے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے؛ اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان مخالف رائے نہیں پائی جاتی۔ ہاں اگر کوئی عورت کسی بھی وجہ سے بغیر محرم کے حج بجا نہیں لا سکتی تو حج کی استطاعت، محرم کے ساتھ ہونے کی شرط پر موقوف ہے۔

حنفی و حنبلی فقہاء کے نزدیک اگر عورت کسی محرم کے ساتھ ہے تو فرض حج کے سلسلہ میں شوہر کی اجازت کے بغیر جاسکتی ہے۔ شافعی فقہاء عورت کے گھر سے نکلنے کیلئے اذن شوہر لازمی جانتے ہیں نیز شوہر اپنی زوجہ کو فرض حج انجام دینے سے بھی روک سکتا ہے۔ فقہ جعفریہ کے تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زوجہ کیلئے واجب حج کی ادائیگی میں، شوہر کی اجازت شرط نہیں ہے اور نہ ہی شوہر کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کو واجب حج ادا کرنے سے روکے۔

حنفی فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ وہ خواتین جو وفات کی عدت میں ہیں یا طلاق کی عدت میں، ان کیلئے فرض حج کی ادائیگی کیلئے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ حنبلی فقہاء قائل ہیں کہ وفات کی عدت میں حج کیلئے نکلنا جائز نہیں ہے لیکن طلاق بائن میں جائز اور طلاق رجعی میں تفصیل ہے۔ اس بارے میں بنابر آیت و روایت، وفات اور طلاق کی عدت میں عورت واجب حج بجالا سکتی ہے، حتیٰ عزیز و اقارب سے صلۂ رحم کیلئے بھی گھر سے نکل سکتی ہے۔ لیکن فقہائے امامیہ رجعی طلاق میں مستحب حج کیلئے اذنِ شوہر شرط ہے۔

حوالہ جات:

---

[1]- آل عمران، 3/97

[2]-دارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن، مسند الدارمی (سنن الدارمی)، ریاض / دارالمغنی، طبعہ اول، 1421ھ ق، ج2، ص 1122، ح1826 باب من مات ولم یحج

[3]-ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن حافظ ابی عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، بیروت / دارالجیل، طبعہ اول، 1418ھ ق، ج4، ص404، ح2901 باب الحج جہاد النساء

[4]-ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت / دار صادر، طبعہ ہشتم، 2014ء، ج4، ص37؛ دہلوی، سید احمد، فرہنگ آصفہ، لاہور / اردو سائنس بورڈ، طبعہ ہشتم، 2010ء، ج2، ص157

[5]-ابن ادریس حلی، محمد بن احمد، السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، دفتر انتشارات اسلامی قم، طبعہ دوم، 1410ھ ق، ج2، ص 506؛ شیخ طوسی، محمد بن حسن، المبسوط فی الفقہ الامامیہ، تہران / المکتبۃ الرضویۃ لاحیاء الآثار الجعفریۃ، طبعہ سوم، 1387ھ ق، ج1، ص296؛ حصکفی حنفی، محمد بن علی، الدرالمختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، بیروت / دار الکتب العلمیہ، طبعہ اول، 1423ھ ق، ص155

[6]- لسان العرب، 4/37

[7]-فرض کی اصطلاح: فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ جعفری اور اکثر فقہ حنبلی کے علماء کے نزدیک، حکم تکلیفی کی پانچ قسمیں ہیں: واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح، لیکن فقہ حنفی میں احکام تکلیفی کی آٹھ قسمیں ہیں: فرض، واجب، حرام،

سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ، مکروہ تحریمیہ، مکروہ تنزیہیہ اور مباح شامل ہیں۔ فقہ حنفی میں فرض اور واجب دو مختلف فقہی حکم رکھتے ہیں جبکہ باقی تمام مذاہب اسلامی کے نزدیک فرض اور واجب ایک ہی چیز اور ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔ زرکشی فرض کی تعریف کرتے ہیں کہ "انّ الفرض ماثبت بدلیل قطعیّ کالکتاب والسنۃ المتواترۃ۔۔۔،والواجب ماثبت بدلیل ظنی"(رجوع کریں: زرکشی، البحر المحیط فی اصول الفقہ، دار الکتب العلمیہ بیروت / لبنان، 1421ھ ق، ج1، ص144)۔ جبکہ واجب کی تعریف میں لکھتے ہیں: "ولا فرق عندنا بین الفرض والواجب شرعاًوان کانا مختلفین فی اللغۃ" (رجوع ایضاً نیز دیگر کتب)۔

[8]-سید رضی، محمد بن حسین، نہج البلاغہ، (مصصح: صبحی صالح)، قم / ہجرت، طبعہ اول، 1414ھ ق، ص45، خطبہ اول

[9]-ابن مفلح مقدسی، عبد اللہ محمد، الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ، بیروت / مؤسسہ الرسالۃ، طبعہ سوم، 1419ھ ق، ج1، ص456

[10]-ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد، المغنی، ریاض / دار عالم الکتب، طبعہ سوم، 1417ھ ق، ج5، ص30

[11]-بہوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، بیروت / دار الکتب العلمیہ، 1418ھ ق، ج2، ص457

[12]-کاسانی حنفی، ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت / دار الکتب العلمیہ، طبعہ اول، 1406ھ ق، ج2، ص123

[13]-ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد، الشرح الکبیر علی متن المقنع، بیروت / دار الکتب العربی، سن ندارد، ج3، ص190؛ سمرقندی، محمد بن احمد، تحفۃ الفقہاء، دار الکتب العلمیہ، طبعہ اول، 1405ھ ق، ج1، ص387-388

[14]-ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، بیروت / مؤسسہ الرسالۃ، طبعہ اول، 1416ھ ق، ج5، ص288، ح3231؛ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخار، قاہرہ / جمہوریہ مصر العربیہ وزارۃ الاوقاف المجلس الاعلی للشئون الاسلامیہ لجنۃ احیاء کتب السنہ، طبعہ دوم، 1410ھ ق، ج3، ص269، ح1675

[15]-مسند احمد بن حنبل، 18/137، ح1-11593

[16]-ابن حجاج، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، قاہرہ / دار الحدیث، طبعہ اول، 1412ھ ق، ج2، ص975، ح414 باب سفر المراۃ مع محرم الی الحج

[17]-نووی، یحی بن شرع، المجموع شرح المہذب، بیروت / دار الفکر، سن ندارد، ج8، ص343

[18]-رعینی، محمد بن محمد، مواہب الجلیل (تحقیق: زکریا عمیرات)، بیروت / دار الکتب العلمیہ، 1416ھ ق، ج3، ص447

[19]- آل عمران، 3/97

[20]-زحیلی، ڈاکٹر وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ (مترجم: مولانا محمد یوسف تنولی)، کراچی / دار الاشاعت، 2012ء، ج3، ص365

[21]-ابن زہرہ حلبی، حمزہ بن علی، غنیۃ النزوع الی علمی الاصول والفروع، قم / مؤسسہ امام صادقؑ، طبعہ اول، 1417ھ ق، ص193؛ نجفی، محمد حسن بن محمد باقر، جواہر الکلام فی شرائع الاسلام، بیروت / دار احیاء الترث العربی، طبعہ ہفتم، 1404ھ ق، ج17، ص330

[22]-آل عمران،3/97

[23]-سنن ابن ماجہ،4/395،باب فرض الحج؛ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی، تحف العقول،(مصصح: علی اکبر غفاری)، قم جامعہ مدرسین،طبعہ اول،1404ھ ق، ص419

[24]-غنیۃ النزوع، ص193

[25]-فراہیدی، خلیل بن احمد، ترتیب کتاب العین،(تحقیق: مہدی مخزومی وابراہیم سامرائی)، قم/ انتشارات اسوہ، طبعہ اول،1414ھ ق، ج2، ص770،مادہ "زود" کے ذیل؛لسان العرب،7/77،مادہ "زود" کے ذیل

[26]-المغنی،3/171؛یزدی طباطبائی،سید محمد کاظم، العروۃ الوثقی مع التعلیقات، قم/ مدرسہ امام علی ابن ابیطالبؑ،طبعہ اول،1428ھ ق، ج2، ص280

[27]-شیخ صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، قم/ دفتر تبلیغات اسلامی، طبعہ دوم،1413ھ ق، ج2، ص438، ح2910؛ شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ، قم/ مؤسسہ اہل بیت علیہم السلام،طبعہ اول،1409ھ ق، ج11، ص154، ح14505

[28]-مجلسی اول، محمد تقی، روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ، قم/ مؤسسہ فرہنگی اسلامی کوشانبور، طبعہ دوم،1406ھ ق، ج5، ص47، ح2911؛وسائل الشیعہ،11/153، ح14504-2

[29]-شیخ طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، تہران/ دار الکتب الاسلامیہ، طبعہ4،1407ھ ق، ج5، ص401، ح1396-42؛علامہ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، ملاذ الاخیار فی تہذیب الاخبار، قم/ کتاب خانہ آیۃ اللہ مرعشی نجفی، طبعہ1، 1406ھ ق، ج8، ص390، ح42

[30]-خمینی، روح اللہ موسوی، تحریر الوسیلہ، قم/ مؤسسہ مطبوعہ دار العلم، طبعہ1، سن ندارد، ج1، ص384؛لنگرودی، شیخ محمد فاضل موحدی، تفصیل الشریعہ فی شرح تحریر الوسیلہ-الحج، قم/ دار التعارف للمطبوعات، طبعہ2،1418ھ ق، ج1، ص331؛گلپایگانی، علی افتخاری، آراء المراجع فی الحج، قم/ نشر مشعر،1418ھ ق، ج1، ص94

[31]- بدائع الصنائع،2/124

[32]- الفقہ الاسلامی وادلتہ،3/364

[33]-مرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی، کراچی/ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، طبعہ1، 1417ھ ق، ج2، ص303

[34]- بدائع الصنائع،2/124

[35]-علامہ حلی، حسن بن یوسف، تذکرۃ الفقہاء(ط-الحدیثہ)، قم/ مؤسسہ آل البیت علیہم السلام، طبعہ1،1414ھ ق، ج7، ص86

[36]-بحرانی، شیخ یوسف بن احمد آل عصفور، الحدائق الناضرۃ فی احکام العترۃ الطاہرۃ، قم/ دفتر تبلیغات اسلامی، طبعہ1، 1405ھ ق، ج14، ص145

[37]- المبسوط، 330/1

[38]- تحریر الوسیلہ، 384/1

[39]- السرائر، 621/1

[40]- جزیری، عبد الرحمن، الفقہ علی المذاہب الاربعہ و مذہب اہل بیت وفقاً لمذہب اہل بیت علیہم السلام، بیروت / دار الثقلین، طبعہ 1، 1419ھ ق، ج1، ص816

[41]- مغنیہ، محمد جواد، الفقہ علی المذاہب الخمسہ، بیروت / دار التیار الجدید-دار الجواد، طبعہ 10، 1421ھ ق، ج1، ص 193

[42]- شیخ طوسی، محمد بن حسن، الاستبصار فیما اختلف من الاخبار، تہران / دار الکتب الاسلامیہ، طبعہ 1، 1390ھ ق، ج 2، ص318، ح1126-5؛ ملاذ الاخیار، 388/8، ح37؛ وسائل الشیعہ، 155/11، ح14511-1

[43]- وسائل الشیعہ، 156/11، ح14514-4؛ فیض کاشانی، الوافی، اصفہان / کتاب خانہ امیر المؤمنینؑ، طبعہ 1، 1406ھ ق، ج12، ص280، ح11919-5

[44]- ملاذ الاخیار، 541/8، ح317؛ تہذیب الاحکام، 474/5، ح1671-317

[45]- المبسوط، 330/1

[46]- حلی ہذلی، یحی بن سعید، الجامع للشرائع، قم / مؤسسہ سید الشہداء، طبعہ 1، 1405ھ ق، ص221

[47]- الطلاق، 65/1

[48]- الفقہ الاسلامی وادلتہ، 365/3

[49]- منصور پوری، مفتی محمد سلمان، کتاب المسائل، مراد آباد / المرکز العلمی للنشر والتحقیق، طبعہ 1، 1432ھ ق، ج3، ص 94

[50]- المغنی، 35/5

[51]- المبسوط، 330/1

[52]- ایضاً

[53]- سیتانی، سید علی، احکام المرآۃ والاسرۃ، دار الامام الحسین علیہ السلام، 1426ھ ق، ص47

[54]- تحریر الوسیلہ، 384/1

[55]- وسائل الشیعہ، 158/11

[56]- محمودی، محمد رضا، مناسک حج (محشی)، تہران نشر مشعر، 1429ھ ق، ص172-173

[57]- بابرتی، محمد بن محمد، العنایہ شرح الہدایہ، بیروت / دار الفکر، 1370ش، ج3، ص460

[58]- ملاذ الاخیار، 327/7، ح50؛ تہذیب الاسلام، 73/5، ح242-50

[59]- سرخسی، شمس الآئمہ محمد بن احمد، المبسوط للسرخسی، بیروت / دار المعرفۃ، 1414ھ ق، ج4، ص33؛ ماوردی، ابو الحسن علی بن محمد، الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعی وھو شرح مختصر المزنی، بیروت / دار الکتب العلمیہ، طبعہ 1، 1419ھ ق، ج4، ص92-92

[60]- ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح وھو سنن الترمذی (سنن ترمذی)، قاہرہ، دار الحدیث، طبعہ 1، 1419ھ ق، ج3، ص121، ح833، باب18؛ قاسمی، مولانا ثمیر الدین، الشرح الثمیر علی المختصر للقدوری، لندن ختم نبوت اکیڈمی، سن ندارد، ج1، ص386؛ نسائی، احمد بن علی، المجتبیٰ من السنن (سنن نسائی)، عمان بیت الافکار الدولیۃ، طبعہ 1، سن ندارد، ص288، ح2673-33

[61]- کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، قم / مرکز بحوث دار الحدیث، 1429ھ ق، ج8، ص409، ح7237-7؛ من لا یحضرہ الفقیہ، 2/342، ح2627۔

[62]- المغنی، 5/158؛ کشاف القناع، 2/447

[63]- ابن انس، مالک بن انس بن مالک، المدونۃ الکبریٰ، بیروت / دار الکتب العلمیۃ، طبعہ 1، 1415ھ ق، ج1، ص461

[64]- رفیعی، عبد الکریم بن محمد، فتح العزیز بشرح الوجیز، بیروت / دار الفکر، سن ندارد، ج7، ص454؛ المجموع، ج7، ص263، 269، 359

[65]- علامہ حلی، حسن بن یوسف، منتہی المطلب فی تحقیق المذاہب، مشہد مجمع البحوث الاسلامیۃ، طبعہ 1، 1412ھ ق، ج10، ص298؛ المبسوط، 1/320؛ السرائر، 1/544؛ تبریزی، جعفر سبحانی، الحج فی الشریعۃ الاسلامیۃ الغراء، قم / مؤسسہ امام صادق علیہ السلام، طبعہ 1، 1424ھ ق، ج3، ص404

[66]- المبسوط للسرخسی، 4/128؛ بدائع الصنائع، 2/186